سوال

(1061) مختلف علاقوں میں روزہ اور عید ایک دن ہوں یا الگ الگ ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

صوبہ سرحد میں قدیماً یہ روایت چلی آرہی ہے کہ پشتون علاقوں میں عیدین ایک روز پہلے مناتے ہیں۔ دیکھا دیکھی دوسرے لوگوں نے بھی یہی کرنا شروع کردیا ہے حتی کہ اہلِ حدیث علماء بھی اسی رَو میں بہہ گئے ہیں اور جب سے افغان مہاجرین آئے ہیں عیدین دو کے بجائے تین بلکہ کبھی کبھی چار بھی ہوجاتی ہیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ اپنے فتویٰ میں اہلِ حدیث عوام اور علماء پر زور دیں کہ اپنے قدیمی معیار پر غور کریں۔ اب تو حال یہ ہوگیا ہے ایک ایک گھر میں دو دو عیدیں ہونے لگی ہیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عیدین کو اپنی مرضی سے منانا یا روزوں میں جان بوجھ کر تقدیم وتاخیر کرنا سخت منع ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

'صُومُوالِرُؤیتِهٖ وَأَفطِرُوالِرُؤیتِهٖ' (صحیح البخاری، بَابُ قَولِ النَّبِیِّ ﷺ إِذَا رَأَیتُم الهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَیتُمُوهُ فَأَفطِرُوا، رقم :۱۹۰۹)

یعنی ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو! اور دیکھ کر افطار کرو!''

امام بخاری رحمہ اللہ نے جملہ احادیث کے ساتھ اس حدیث پر دوسری ایک حدیث کے ساتھ بایں الفاظ باب قائم کیا ہے :

'بَابُ قَولِ النَّبِیِّ ﷺ إِذَا رَأَیتُم الهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَیتُمُوهُ، فَأفطِرُوا'۔

''جب تمہیں چاند نظر آئے تو روزہ رکھ لو! اور جب اُسے دیکھ لو، تو روزہ افطار کردو۔''

پھر تعلیقاً حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ ''جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا، اُس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔'' جب شک کے دن کا روزہ رکھنا نبی ﷺ کی نافرمانی ہے، تو جو شخص عمداً تقدیم وتاخیر کا مرتکب ہے یہ یقینا بڑا مجرم ہے۔ ایسی عبادت کی قبولیت کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ کیونکہ جملہ عبادات کی قبولیت کا انحصار کتاب وسنت کی پیروی پر ہے ایسے لوگوں کو اپنی غلطی کا احساس کرنا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو، کہ روزِ جزاء اپنا بوجھ اٹھانے کی بجائے، لوگوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑجائے۔

وَلَیَحمِلُنَّ اَثقَالَهُم وَاَثقَالًا مَّعَ اَثقَالِهِم (العنکبوت :۱۳) کا مصداق بننا بُری کمائی ہے۔

ا رب العزت ہم میں فہم وفراست اور شعور پیدا کرکے صراطِ مستقیم کی رہنمائی فرمائے۔ آمین!

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :843

محدث فتویٰ